

قرآن مجید

خدا کی آخری، مکمل اور غیر محرف کتاب

طلوح اسلام کی اشاعت بابت جنوری ۱۹۸۲ء میں ایک مقالہ شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے —
 ”پھر قرآن مجید کی باری آئی؟“ اس میں بتایا گیا ہے کہ اسلام کے خلاف جو بھی سازشیں ہوئیں ان میں سب سے
 زیادہ خطرناک سازش یہ تھی کہ قرآن مجید کی محفوظ طبیعت بھی مشکوک ہے۔ ہم نے اس مقالہ
 کے آخر میں لکھا تھا کہ

یاد رکھیے! یہ تمام روایات وضعی اور ایک بڑی گہری سازش کا نتیجہ ہیں۔ ہم کسی دوسری نشست
 میں واضح کریں گے کہ قرآن کریم، بغیر کسی اختلاف کے، خدا کی طرف سے نازل ہوا۔ اسے خود
 نبی اکرمؐ نے اسی طرح مرتب کر کے اُمت کو دیا۔ اور وہی قرآن بغیر ایک حرف کے تغیر و تبدل
 کے مکمل شکل میں اُمت کے ہاں متداول چلا آ رہا ہے۔

زیر نظر مقالہ، جو پندرہ برس صاحب کی کتاب ”مذہب عالم کی آسمانی کتاب“ سے مقتبس ہے، اس حقیقت کی
 وضاحت کرتا ہے۔ اس مقالہ میں خود قرآن مجید سے ثابت کیا گیا ہے کہ یہ کتاب عہد رسالت میں ہی منضبط اور محفوظ
 ہو گئی تھی۔ جہاں تک ایک مسلمان کا تعلق ہے اس کے لیے، قرآن کی شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی ضرورت
 نہیں رہتی۔ باقی رہے غیر مسلم، سوال..... کے اطمینان کے لیے، غیر مسلم محققین اور مؤرخین کی چند ایک
 شہادت درج مقالہ ہیں، امید ہے اس سے ان شبہات کا ازالہ ہو جائے گا جنہیں مذکورہ بالا سازش نے وضعی
 روایات کی رو سے پیدا کرنے کی مذموم کوشش کی تھی۔

(۰)

اللہ تعالیٰ نے انسانی ہدایت کے لئے حضرات انبیاء کرام کو بھیجا۔ یہ نبی دنیا کی ہر قوم میں اور ہر زمانے میں آتے
 رہے۔ نبی کو جو تعلیم وحی کے ذریعے سے ملتی تھی وہ اس کی کتاب کہلاتی تھی۔ جہاں تک اس تعلیم کے اصولوں کا تعلق
 تھا، یہ شروع سے اخیر تک ایک ہی چلنے آ رہے تھے۔ لیکن ان اصولوں کی روشنی میں جو احکام دیئے جاتے تھے،
 وہ اس قوم کی حالت کے مطابق ہوتے تھے جس قوم کی طرف وہ نبی آتا تھا۔ وہ نبی اپنی قوم تک خدا کے پیغامات پہنچاتا
 ان پر عمل کر کے دکھاتا اور پھر اپنے وقت پر دنیا سے چلا جاتا۔ لیکن اس کے بعد، وہ قوم اس کتاب میں رد و بدل شروع

کر دیتی۔ بعض افہامات وہ، کسی خارجی حادثہ کی وجہ سے، ضائع ہی ہو جاتی۔ اس کے بعد ایک اہم نہی آجاتا۔ وہ پھر آسمانی تعلیم کو اس قوم تک پہنچاتا۔ اس کی تعلیم اصولی طور پر تو وہی ہوتی جو سابقہ نبی کی تھی۔ لیکن اگر نہ مانے کے تقاضے کے مطابق سابقہ نبی کی تعلیم کے احکام میں سے کسی میں کسی تبدیلی کی ضرورت ہوتی تھا اس کی جگہ تبدیل شدہ حکم دے دیا جاتا۔ یہ اس نئے نبی کی کتاب کہلاتی۔ یہ سلسلہ دنیا کی ہر قوم، اور ہر زمانے میں جاری رہا۔ لیکن ان کی کتابوں میں سے کوئی کتاب بھی دنیا میں اپنی اصلی شکل میں موجود نہیں۔ یعنی اس شکل میں موجود نہیں جس میں ان کے نبی نے انہیں دیا تھا۔

ان کتابوں کی حالت آج ہی ایسی نہیں ہوئی۔ چھٹی صدی عیسوی میں ان کی حالت ایسی ہی ہو چکی تھی۔ یعنی اس وقت دنیا کی کسی قوم کے

نزول قرآن کے وقت

پاس، آسمانی کتاب، اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں تھی۔ بالفاظ دیگر، اس وقت وحی کی تعلیم دنیا میں کہیں بھی اپنی خالص، منزه شکل میں باقی نہیں رہی تھی۔ اس وقت خدا نے، اسی سلسلہ کے مطابق، جو شروع سے چلا آ رہا تھا، ایک نئی مہیجا اور اس کے ذریعے آسمانی تعلیم ایک بار پھر، انسانوں تک پہنچی۔ لیکن اس نبی، اور اس کی کتاب کی کچھ امتیازی خصوصیات تھیں یعنی:-

(۱) سابقہ انبیائے کرام صرف اپنی اپنی قوم کی طرف آتے تھے۔ لیکن اس نبی کو تمام دنیا کے انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (۱۵۹)

کہہ دے۔ لئے نوع انسان! میں تم سب کی طرف خدا کا رسول ہوں۔

(۲) جب نوع انسان کہا گیا تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ اس میں قیامت تک کے آنے والے انسان شامل تھے۔ چنانچہ اس کی وضاحت کر دی کہ اگرچہ اس رسول کی اولیں مخاطب وہی قوم ہے جس میں یہ پیدا ہوا ہے لیکن یہ ان کے علاوہ ان انسانوں کے لئے بھی رسول ہے جو ان کے بعد آنے والے ہیں۔

وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ (۶۴)

اور ان کے علاوہ ان کی طرف بھی جو ابھی ان لوگوں سے نہیں ملے۔ (یعنی

ان کے بعد آنے والے انسانوں کی طرف بھی)۔

چنانچہ جو کتاب اس رسول کی طرف بھیجی گئی اس میں وہ ساری تعلیم بکجا کر دی گئی جو اصولی طور پر کتب سابقہ میں وقتاً فوقتاً

تمام سابقہ کتابوں کی مہمیں

دی جاتی رہی تھی لیکن جو اس وقت دنیا میں کہیں موجود نہ تھی۔

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ

وَمَهْمِمْنا عَلَيْهِ (۵۳)

اور ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی۔ یہ ان تمام دعادی کو سچ کر کے دکھائے گی جو کتب سابقہ میں کئے جاتے رہے ہیں۔ اور ان تمام کتابوں کی تعلیم اس کے اندر آگئی ہے۔

(۴) یہ بھی ضروری تھا کہ جو احکام اس کتاب میں دیئے جاتے وہ صرف اس قوم کی حالت کے مطابق نہ ہوتے جو اس رسول کی اولیں مخاطب تھی بلکہ پوری نوع انسانی کے حالات اور تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر دیئے جاتے اور اس شکل میں دیئے جاتے کہ ان میں پھر کسی تبدیلی کی ضرورت پیش نہ آتی۔ نیز اس میں وہ سب تقسیم جو تمام نوع انسان کو دی جانی مقصود تھی، مکمل شکل میں منضبط ہوئی۔ کیونکہ اس کتاب کو ہمیشہ کے لئے بطور ضابطہ حیات رہنا تھا۔ یعنی وہ مکمل بھی ہوتی اور غیر متبدل بھی۔ یہ کتاب ایسی ہی ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ صِدْقًا قَوْلًا لَا لَا مُبَدَّلَ
بِشَيْءٍ مِّنْهُ..... (۶۱)

مکمل اور غیر متبدل

جانے والے احکام و قوانین، صدق اور عدل کے ساتھ مکمل ہو گئے۔ اب ان میں تبدیلی کرنے والا کوئی نہیں۔

(۵) جو کتاب ہر طرح سے مکمل ہو۔ اس میں کسی رد و بدل کی ضرورت نہ ہو، وہ تمام دنیا کے انسانوں کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آسمانی ہدایت ہو۔ اس کا محفوظ رہنا ضروری تھا۔ چنانچہ اس کتاب کی حفاظت کا وہ خود خدا نے لے لیا۔

محفوظ

إِنَّا نَحْنُ نَحْفَظُ الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَٰ حَٰفِظُونَ (۶۲)

ہم نے اس ضابطہ ہدایت کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اس قسم کی حفاظت کہ کوئی غیر خداوندی بات اس کے قریب تک نہ پھٹک سکے۔

لَا يَأْتِيهِمُ الْبَاطِلُ مِنِّي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا مِن خَلْفِهِ (۶۳)

باطل اس کے آگے یا پیچھے، کہیں سے بھی اس کے پاس نہیں آسکے گا۔

اس رسول کا نام ہے محمد۔ اور اس کتاب کا نام قرآن۔ جو چھٹی صدی عیسوی میں خدا کی طرف سے نازل ہوئی اور جسے مسلمانوں کی آسمانی کتاب کہا جاتا ہے، حالانکہ یہ درحقیقت تمام نوع انسان کی آسمانی کتاب ہے۔ ظاہر ہے کہ نبی، خدا کی طرف سے آیا ہی اس لئے تھا کہ وہ خدا کی وحی انسانوں تک پہنچائے۔ جب وہ وحی اپنی مکمل غیر متبدل اور محفوظ شکل میں انسانوں کے پاس موجود ہو تو پھر کسی نبی کے آنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔

ختم نبوت

چنانچہ اس رسول کے بعد نبوت کے سلسلہ کو ختم کر دیا گیا اور اسے خاتمة النبیین (۶۴) کہہ کر پکارا گیا۔

یہ ہے وہ کتاب (قرآن مجید) جو اپنی اصل اور حقیقی شکل میں دنیا میں موجود ہے اور جس میں ایک حرف کا رد و بدل نہیں ہوا۔ اس دعوے کی تصدیق خود اس کتاب کی داخل شہادت اور تاریخ کے بیانات کرتے ہیں۔ پہلے داخلی شہادت کو لیجئے۔

(۶)

زمانہ، نزول قرآن میں عربوں میں کتابت (لکھنے پڑھنے) کا رواج انعام تھا کہ سزا کا
کو حکم دیا گیا کہ إِذَا شَاءَ اسْتَعْرَبْنَا آلَٰئِ آجَلٍ مُّسْتَسْتَجِبٍ فَالْكُتُبُ وَالْحَرَامُ

کتابت کا رواج

جب تم کسی تہمت کے لئے لیبن دین کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔ اس کے بعد اس آیت میں اس نکتہ پر ہمت کے لئے تفصیلی ہدایات دی گئی ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کا حکم اسی صورت میں دیا جاسکتا ہے جب لکھنے پڑھنے کا رواج عام ہو۔ معاملات کو ضبطِ تحریر میں لانے کی اہمیت یہ کہہ کر واضح کی کہ یہ اقوامِ لیسٹ شہادۃ ہوتا ہے۔ (۲۸۶)

یہ واضح ہے کہ جس قوم کو عام لیب دین کے معاملات کو ضبطِ تحریر میں لانے کا ایسا تاکیہی حکم دیا گیا تھا اس قوم نے اپنی آسمانی کتاب کو تحریر میں لانے کے لئے کیا کیا اہتمام نہیں کئے ہوں گے جو اس کے لئے ضابطہ زندگی تھی اور جس کی راہنمائی کی اسے قدم قدم پر ضرورت پڑتی تھی۔ یہ کتاب ایک ہی بار نازل نہیں ہوئی تھی۔ نبی اکرم کی تیس سالہ نبوت کی زندگی میں اندر سے نازل ہوئی تھی۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً (۲۵)

کفار اعتراض کرتے ہیں کہ یہ قرآن، اس رسول پر (پورے کا پورا) ایک ہی بار کیوں نہ نازل ہو گیا۔

جوں جوں وحی نازل ہوتی تھی، اسے نہایت احتیاط سے ضبطِ تحریر میں لے آیا جاتا تھا۔ صحابہؓ اسے اپنے اپنے طور پر بھی لکھتے تھے لیکن بابِ نبوت کی طرف سے

قابل اعتماد کتاب

اس کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا اور اس عظیم ذمہ داری کے لئے نہایت قابل اعتماد کتابوں کا انتخاب عمل میں لایا جاتا تھا، جو نہ صرف فنِ کتابت ہی کے اسرہوں بلکہ سیرت و کردار کے اختیار سے بھی رفیع المنزلت ہوں۔

فِي مِصْحَفٍ مَّنْكَرَمَتَةٍ مَّسْرُوعَةٍ مَّطَهَّرَةٍ يَأْتِي فِيهَا مِنَ السَّفَرَةِ كَرَامٍ تَبَرَّرَةٍ (۲۶)

(یہ وحی) ایسے صحیفوں میں محفوظ کر دی جاتی ہے جو نہایت واجب العزت ہیں۔ رفیع الشان اور ہر

قسم کی غلطیوں اور آمیزگیوں سے پاک اور صاف۔ ایسے کتابوں کے ہاتھ کی لکھی ہوئی جو معاشرہ میں

بڑی ہی عزت و تعظیم کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

حفاظت کی غرض سے اسے عام طور پر ان اداق پر لکھا جاتا تھا جو (اس زمانے کے رواج کے مطابق) ہر ایک کمال (رقا) سے بنائے جاتے تھے۔

كُتِبَ مَسْطُورٍ - فِي رَقٍّ مَّنْشُورٍ (۲۷)

پھیلے ہوئے رق پر لکھی ہوئی کتاب۔

اس طرح یہ وحی ایک کتاب کے اندر محفوظ ہوتی چلی جاتی تھی۔

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ - فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ (۲۸-۲۹)

یہ باعزت قرآن ہے۔ ایک محفوظ کتاب کے اندر۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ نبی اکرمؐ ان پڑھ تھے۔ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ یہ صحیح نہیں۔ نبوت سے پہلے تو بے شک آپ کی یہی

رسول اللہ ان پڑھ نہیں تھے

کیفیت تھی۔ لیکن نبوت کے بعد یہ بات نہیں تھی۔

وَمَا كُنْتُمْ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّوهُ يَتَمِيمًا... (۲۹)

اس (نبوت) سے پہلے نہ تو کتاب پڑھنا جانتا تھا نہ اپنے ہاتھ سے لکھنا۔

مِنْ قَبْلِهِ۔ (اس سے پہلے) کی تخصیص اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ نبوت کے بعد حضورؐ کی کیفیت ایسی نہیں رہی تھی۔ آپ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

اس کتاب کی تلاوت مسلمانوں کے گھروں میں عام ہوتی تھی جو نبی اکرمؐ کے اہل خانہ کے متعلق قرآن میں ہے۔

وَإِذْ كُنَّا مَا يَمِثُّنَا فِي بُيُوتٍ مِمَّنْ آتَيْنَا اللَّهُ وَالتَّحْكِيمَةَ... (۲۳)

(سے نبی کی بیوی!) جو کچھ تمہارے گھروں میں، احکام خداوندی اور ان کی غرض و غایت (حکمت) کے متعلق (قرآن سے) پڑھا جاتا ہے، اسے ہمیشہ پیش نظر رکھو۔

اس وحی کو نہ صرف کتاب کے ذریعے محفوظ کیا جاتا تھا، بلکہ اسے لفظ بہ لفظ

حفاظ

حفظ بھی کیا جاتا تھا۔

بَلْ هَذَا آيَاتٌ مُّبِينَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ... (۲۹)

یہ واضح آیات ہیں ان لوگوں کے سینے میں (محفوظ) جنہیں (وحی کا) علم دیا گیا ہے۔

اس طرح اس کتاب کی دہری حفاظت کی جاتی تھی۔ — بذریعہ تحریر اور بذریعہ حفظ — ظاہر ہے کہ جو چیز

اس طرح محفوظ کی جائے نہ اس میں کسی غلطی کا امکان ہو سکتا ہے نہ اس کے تلف ہونے کا خطرہ۔ یہ کتاب خود ان

لوگوں کی زبان میں تھی اور اس کا اندازہ بیان نہایت واضح تھا۔ یہ یسٹین قسری نے ۱۹۵۶ء میں لکھے

ان لوگوں کو نہ اس کے لکھنا یا حفظ کرنے میں کوئی وقت پیش آتی تھی نہ اس کے سمجھنے سمجھانے میں کوئی مشکل۔

اس کی تلاوت ہر گھر میں ہوتی تھی اور اس کا چرچا ہر جگہ۔ وہ سفر و حضر ہیں اسے اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ کیونکہ

یہ زندگی کے ہر گوشے میں ان کے لئے ضابطہ حیات تھی اور انہیں ہر مقام پر اس سے راہ نمائی لینے کی ضرورت

پڑتی تھی۔

اس طرح یہ کتاب ساتھ کے ساتھ محفوظ ہوتی گئی اور جب نبی اکرمؐ اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں تو یہ بعینہ

اسی شکل اور ترتیب میں جس میں یہ اس وقت ہمارے پاس ہے، لاکھوں مسلمانوں کے پاس موجود، اور ہزاروں

سینوں میں محفوظ تھی اس کی مستند کاپی (MASTER COPY) مسجد نبویؐ میں ایک ستون کے قریب، صندوق

میں رکھی رہتی تھی۔ یہ وہ نسخہ تھا جس میں نبی اکرمؐ سے پہلے وحی لکھوایا کرتے تھے۔ اسے امام یا ام کہتے تھے اور

اس ستون کو جس کے قریب یہ نسخہ رہتا تھا، اسطوانہ مصحف کہا جاتا تھا۔ اسی ستون کے پاس عیضہ کریمیہ کے کراہی

نبی اکرمؐ کی زیر نگرانی، اس مصحف سے اپنے اپنے مصاحف نقل کیا کرتے تھے۔ اس کتاب کی اشاعت اس قدر

عام ہو چکی تھی کہ جب نبی اکرمؐ نے اپنے آخری حج (حجۃ الوداع) کے خطبہ میں، لاکھوں نفوس کو مخاطب کر کے پوچھا

کہ کیا میں نے تم تک خدا کی پیغام پہنچا دیا ہے، تو چاروں طرف سے یہ آواز گونج اٹھی کہ ہاں! آپ نے اسے پہنچا دیا

ہے۔ یہی تھی وہ کتاب، جس کے متعلق حضرت عمرؓ نے، نبی اکرمؐ کی حیاتِ طیبہ کے آخری لمحات میں، دیگر صحابہؓ

کی موجودگی میں فرمایا تھا کہ... حسبنا کتاب اللہ۔ ہمارے لئے خدا کی کتاب کافی ہے۔ اور جس کے شک و

سے بالاتر موندے کے متعلق خود اس کی اپنی شہادت موجود ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی تمہید (سورۃ فاتحہ) کے بعد پہلی سورت (سورۃ بقرہ) کی ابتداء ان الفاظ سے ہوتی ہے کہ

اِنَّهٗ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِیْہِ ۗ

خدا نے عظیم و حکیم کا ارشاد ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کی شک والی بات نہیں۔

یہ جو عام طور پر کہا جاتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ قرآن کو مرتب شکل میں دے کر نہیں گئے تھے اور اس کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمع اور ردیف کیا گیا تھا، یہ صحیح نہیں۔ کتاب تو کہتے ہی ایسے ہیں جو مرتب شکل میں موجود ہو۔ علاوہ ازیں خود ہماری کتب روایا میں بکثرت شہادات ایسی ملتی ہیں جن سے واضح ہو جاتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں قرآن کریم اسی ترتیب کے ساتھ ردیف شکل میں موجود تھا۔ خلافت راشدہ کے زمانے میں، اس کی عام نشر و اشاعت ہوئی۔ البتہ ایک ضرورت واضح تھی۔ افراد اُمت کے پاس قرآن کے اپنے اپنے نسخے تھے۔ مدینہ میں مستند صحیفہ (MASTER COPY) موجود تھا۔ اس لئے اہل مدینہ کو اس باب میں کوئی وقت محسوس نہیں ہوتی تھی کہ وہ اپنے اپنے نسخوں کو اس مستند صحیفے سے ملا کر، اپنے نسخہ کی صحت کے متعلق مطمئن اور متیقن ہو جائیں۔ لیکن باہر والوں کو اس میں وقت پیش آسکتی تھی۔ اس مقصد کے لئے ضروری تھا کہ قرآن کریم کے مستند نسخے، مختلف مراکز میں موجود ہوں۔ یہ نسخے حکومت کی طرف سے مرتب کر کے بھیجے جاتے تھے۔ لوگ ان نسخوں سے مقابلہ کر کے اپنے نسخوں کی تصحیح کر لیتے تھے۔ امام ابن حزم نے لکھا ہے کہ خلیفہ اول کے زمانہ میں کوئی شہر ایسا نہیں تھا جہاں لوگوں کے پاس بکثرت قرآن کریم کے نسخے نہ ہوں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں، مسلمانوں کے پاس اس کتاب عظیم کے کئے ہوئے نسخے ایک لاکھ سے کم تھے۔ (کتاب الفصل، الملل والنحل)۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں جو سات (بالعین روایا کے مطابق آٹھ) مستند اور مصدقہ نسخے مرتب کرائے تھے۔ اور ان میں سے ایک مدینہ میں رکھ کر باقی مختلف شہروں میں بھیجے تھے، ان کی تفصیل کتب تاریخ میں موجود ہے۔

قرآن کے لاکھوں نسخے

ضمناً اتنا اور سمجھ لینا چاہیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جو "جامع القرآن" کہا جاتا ہے تو یہ بھی صحیح نہیں۔ آپ جامع القرآن نہیں تھے۔ دیگر خلفاء کی طرح، ناشر قرآن ہی تھے۔ انہوں نے البتہ اس کا اہتمام ضرور کیا تھا کہ کہیں کوئی ایسا نسخہ نہ رہے جو ان مستند اور مصدقہ نسخوں کے مطابق نہ ہو۔ اور ایسا کرنا نہایت ضروری تھا۔ لوگوں نے جو نسخے اپنے اپنے طور پر مرتب کئے تھے ان میں سہو اور خطا کا امکان ہو سکتا تھا۔ اس زمانے میں چھاپے خانے تو تھے نہیں کہ حکومت، اپنی ذمہ داری، قرآن کریم کے لاکھوں نسخے چھپوا کر تقسیم کر دیتی، اور اس طرح غیر مصدقہ نسخے باقی نہ رہتے۔ اس کے لئے یہی انتظام کیا جاسکتا تھا کہ مصدقہ نسخے مختلف مراکز میں بھیج کر ہریت کر دی جاتی کہ لوگ ان کے مطابق اپنے لئے نسخے مرتب کر لیں۔ اور اگر کسی کے پاس کوئی ایسا نسخہ ہو جو ان کے مطابق نہ ہو، اسے تلف کر دیا جائے تاکہ کسی ایسے نسخے کی اشاعت نہ ہونے پائے جس میں کوئی غلطی ہو۔

ضمناً اتنا اور سمجھ لینا چاہیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جو "جامع القرآن" کہا جاتا ہے تو یہ بھی صحیح نہیں۔ آپ جامع القرآن نہیں تھے۔ دیگر خلفاء کی طرح، ناشر قرآن ہی تھے۔ انہوں نے البتہ اس کا اہتمام ضرور کیا تھا کہ کہیں کوئی ایسا نسخہ نہ رہے جو ان مستند اور مصدقہ نسخوں کے مطابق نہ ہو۔ اور ایسا کرنا نہایت ضروری تھا۔ لوگوں نے جو نسخے اپنے اپنے طور پر مرتب کئے تھے ان میں سہو اور خطا کا امکان ہو سکتا تھا۔ اس زمانے میں چھاپے خانے تو تھے نہیں کہ حکومت، اپنی ذمہ داری، قرآن کریم کے لاکھوں نسخے چھپوا کر تقسیم کر دیتی، اور اس طرح غیر مصدقہ نسخے باقی نہ رہتے۔ اس کے لئے یہی انتظام کیا جاسکتا تھا کہ مصدقہ نسخے مختلف مراکز میں بھیج کر ہریت کر دی جاتی کہ لوگ ان کے مطابق اپنے لئے نسخے مرتب کر لیں۔ اور اگر کسی کے پاس کوئی ایسا نسخہ ہو جو ان کے مطابق نہ ہو، اسے تلف کر دیا جائے تاکہ کسی ایسے نسخے کی اشاعت نہ ہونے پائے جس میں کوئی غلطی ہو۔

حضرت عثمانؓ کے مصدقہ نسخے

حضرت عثمانؓ نے اپنے مستند نسخوں میں سے جو نسخہ مدینہ میں رکھا تھا (جسے امام کہتے تھے اور جو آپ کی شہادت

کے وقت آپ کے سامنے موجود تھا) اس کا سراغ قریب قریب مسلسل اور مربوط اطلاعات کے ذریعے چوتھی صدی ہجری تک ملتا ہے۔ (اس کے بعد تاریخی بیانات میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے) چنانچہ تیسری صدی کے ایک محقق، ابو عبیدہ الواقاسم بن سلام (متوفی ۲۲۳ھ) نے (کتاب الفرات میں) بیان کیا ہے کہ اس نے اس مصحف کو خود دیکھا تھا۔ مشہور سیاح ابن بطوطہ کا بیان ہے کہ اس نے اسے (آٹھویں صدی ہجری میں) بصرہ میں دیکھا تھا۔ دسویں صدی ہجری میں، (ابو تیمور کے زمانے میں) ابو بکر الشاشی نے اسے حضرت عبداللہ کے مزار پر رکھ دیا۔ جب روس میں بالشویک حکومت قائم ہوئی تو یہ نسخہ ان کے ہاتھ آ گیا۔ اس کے متعلق ۱۹۵۹ء میں روس کے ایک رسالہ (سویٹ دیس) میں جو اطلاعات شائع ہوئی تھیں ان میں کہا گیا تھا کہ یہ (مصحف عثمانی) تیمور کے کتب خانہ میں تھا جو ۱۳۹۳ء میں سمرقند میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کے بعد معلوم نہیں کن حالات کے تحت، یہ نسخہ اس کتب خانے سے نکل کر سمرقند کی مسجد نماجاہرا میں آ گیا اور صدیوں تک اس مسجد میں ایک سرری ستون سے، زنجیروں کے ساتھ معلق رہا۔ ۱۸۶۸ء میں روسی شہنشاہیت بخارا پر قابض ہوئی تو روسی گورنر جنرل (دان کاف مان) نے اسے خرید کر، پطرس برگ کے شاہی کتب خانہ میں تحفظ بھیج دیا۔ ۱۹۱۴ء کے انقلاب روس کے بعد، یہ نسخہ حکومت کے ایک فرمان کے مطابق، روسی پارلیمنٹ کے مسلم نمائندوں کے ایک جلسہ میں اوقاف پہنچا۔ پھر اسے تاشقند لایا گیا۔ روسی نشریہ میں اس نسخہ پر، حضرت عثمانؓ کے خون کے نشانات کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ روسی مستشرقین نے اس کی قدامت تسلیم کر لی ہے۔

۱۹۶۵ء میں ایک پاکستانی وفد، زیر قیادت (اس زمانے کے صدر مہاکتہ پاکستان) محمد ایوب خان (مرحوم) روس گیا تھا۔ وہاں انہیں اس مصحف کا ایک مکمل عکسی نسخہ بطور تحفہ دیا گیا تھا۔

۱۳ مارچ ۱۹۷۶ء کے روزنامہ ڈان (کراچی) میں (H. A. HAMIED) صاحب کا ایک مقالہ شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے اس نائٹ کتب کی تفصیل دی تھی جو میٹنل میوزیم (کراچی) میں انٹرنیشنل سیرت کانگریس کی تقریب پر منعقد کی گئی تھی، اس میں مصحف عثمانی کا وہ عکسی نسخہ بھی تھا جسے صدر ایوب خان (مرحوم) روس سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ اس ضمن میں صاحب مقالہ نے لکھا تھا:-

قرآن کریم کا یہ نسخہ، جو قدیم کوئی رسم الخط میں مرقوم ہے، وہ ہے جسے خلیفہ ثالث (حضرت عثمانؓ) نے مصر بھیجا تھا، اور اس کے بعد وہ بغداد پہنچ گیا تھا۔ اور بعد ازیں، حضرت شیخ ابو بکر محمد بن علی الثقیفی الشاشانی، جن کی اہل بغداد کی نظروں میں بڑی قدر و منزلت تھی، بطور تحفہ تاشقند بھیج دیا تھا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت یہ نسخہ ان کے زیر تحفظ تھا جب فیلڈ مارشل محمد ایوب خان (مرحوم) روس تشریف لے گئے ہیں تو انہیں یہ نسخہ تحفہ دیا گیا تھا۔

یعنی اب وہ عکسی نسخہ انٹرنیشنل لائبریری، کراچی کی وجہ زینت و افتخار ہے۔

ایک نسخہ مدینہ میں موجود تھا جسے جنگِ عظیم میں ترکی گورنر فخری پاشا، دوسرے متبرکات کے ساتھ قسطنطنیہ لے گئے تھے۔ اور اب کہا جاتا ہے کہ وہاں موجود ہے۔

ایک نسخہ کے متعلق مولانا شبلی نعمانی (مرحوم) نے لکھا تھا کہ انہوں نے اسے جامعہ دمشق میں (غالباً ۱۸۹۶ء میں) دیکھا تھا۔

ایک نسخہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ناس میں ہے۔ ایک کتب خانہ خدیوہ (مصر) میں۔ ایک نسخہ جو کوفہ بھیجا گیا تھا، قسطنطنیہ میں ہے۔ ایک نسخہ لندن میں ہے۔

ان نسخوں کی تاریخی تحقیقات کے متعلق مبسوط مقالہ، پروفیسر صاحب کی کتاب "مذہب عالم کی آسمانی کتابیں" کے اخیر میں ثبت ہے۔ اس کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔

ان کے علاوہ، متعدد صحاح پرشک کے لکھے ہوئے نسخے، ہندوستان، ایران، مصر، عرب اور ترکی کے کتب خانوں اور عجائب گھروں میں ملتے ہیں۔

لیکن اگر (بفرض حال) یہ نسخے اس وقت موجود نہ بھی ہوتے تو بھی قرآنِ کریم کی صحت کے متعلق کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ نبی اکرم کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک، مسلمانوں کی عام آبادی ہی نہیں، بلکہ ان کی سلطنتیں، مختلف ملکوں میں مسلسل اور متواتر چلی آرہی ہیں۔ قرآن پر ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ اس کا کم از کم ایک نسخہ ہر گھر میں موجود رہتا ہے۔ اس کی تعلیم ہر بچے کو دی جاتی ہے۔ اس کے متعلق (تفسیر وغیرہ کے ہر سلسلہ میں) مثنوی سے آج تک ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اس تمام دور ان میں قرآنِ کریم کے کسی ایک نسخے کا سراغ تک نہیں ملتا۔ دوسرے نسخوں سے مختلف ہو۔ علاوہ بریں، رسول اللہ کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک لاکھوں کورڈوں کی تعداد میں قرآن کے حافظ، مسلسل اور پیہم چلے آ رہے ہیں۔ ہر سال کورڈوں مسلمانوں کی موجودگی میں (رمضان المبارک) میں قرآنِ کریم کو دہرایا جاتا ہے اور یہ سلسلہ بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے متواتر چلا آ رہا ہے۔ ان حالات میں کیا اس حقیقت کے تسلیم کرنے میں کسی شبہ کی گنجائش رہ جاتی ہے کہ قرآنِ کریم اپنی اصلی اور حقیقی شکل میں امت کے پاس مسلسل چلا آ رہا ہے؟

یہ تو قرآنِ کریم کی داخلی شہادات تھیں۔ جہاں تک خارجی تحقیق کا تعلق ہے مشہور مستشرق (HORTNIG)

(HIRSCHFELD) اپنی کتاب (NEW RESEARCHES INTO THE COMPOSITION AND...)

(EXEGETES OF THE QURAN) میں لکھتا ہے:-

عہدِ حاضر کے نقاد اس پر متفق ہیں کہ قرآن کے موجودہ نسخے اس اصلی نسخے کا ہو بہو عکس ہیں جسے (حضرت) زید نے لکھا تھا اور قرآن کا متن بعینہ وہی ہے جسے محمد نے (لکھا کر) دیا تھا۔

سرولیم تیور جیسا متعصب اہل قلم، اپنی کتاب (LIFE OF MOHAMMAD) میں لکھتا ہے:-

یقینی بات ہے کہ قرآن جس شکل میں ہمارے پاس اس وقت موجود ہے یہ بعینہ اسی شکل میں،

(حضرت) محمد کی زندگی میں جمع اور مرتب ہو چکا تھا۔

کچھ سال اٹھ سہ ماہی ہارٹن کے زیرِ اہتمام، یونیورسٹی انسائیکلو پیڈیا، گیارہ جلدوں میں شائع ہوا تھا "قرآن"

